مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور روح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف ؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالاء "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۱۳، سائیڈ بی ۲۰ راگست ۱۹۸۲ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! عَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَ وَافَقَ ذَالِکَ عِنْدِیْ مَالاً فَقُلْتُ اَلْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَکْرٍ اِنْ سَبَقْتُہٗ یَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقُلْتُ مِثْلَہٗ وَاَتٰی اَبُوْبَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا اَبَابَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا "[1]

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۵۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا، اور آپ کا یہ حکم مال کے اعتبار سے میرے موافق پڑ گیا۔ (یعنی حسنِ اتفاق سے اس وقت میرے پاس بہت مال و دھن تھا) میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں کسی دن ابوبکرؓ سے بازی لے جاسکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے (کہ اپنے مال کی زیادتی و فراوانی سے فائدہ اُٹھا کر زیادہ سے زیادہ راہِ خدا میں پیش کروں گا اور) اس معاملہ میں اُن کو پیچھے چھوڑ دوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنا آدھا مال لاکر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنا زیادہ مال و اسباب دیکھ کر) مجھ سے پُوچھا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جتنا لایا ہوں، اُتنا ہی گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں، اس کے بعد ابوبکرؓ آئے اور اُن کے پاس جو کچھ تھا سب لاکر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پُوچھا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ ان کے لیے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو چھوڑ آیا ہوں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا: ابوبکرؓ پر میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ صدقہ دو، صدقہ لاؤ، فرماتے ہیں کہ ہر آدمی سے جو کچھ ہو سکا، وہ اس نے پہنچایا وَوَافَقَ ذَالِکَ عِنْدِیْ مَالًا۔ اس زمانے میں میرے پاس پیسے تھے، مال تھا، ویسے بھی یہ مہاجر تھے تجارت کرتے تھے، اور کچھ مزدوری بھی کرتے تھے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں جب ایسا حکم ہوتا تھا اور ہمارے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو ہم جا کے مزدوری کرتے تھے۔ بوجھ اُٹھاتے تھے۔ اس کی جو اُجرت ملتی تھی وہ لاکر پیش کرتے تھے۔ اب جب اتنی سی چیزیں لاکر وہ دیتے تھے تو جو منافقین تھے وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے صدقے کی ضرورت کیا تھی؟ یہ جو اُس نے چوَنّی دی ہے یہ دس کا سکّہ دیا ہے۔ اس کی اللہ کو کیا ضرورت تھی۔ اب اس سے اس کی دل شکنی ہوتی تھی وہ (یعنی منافقین) چہ میگوئیاں کرتے تھے، وہ بات وہاں تک پہنچ جاتی تھی اس سے ایسے چھوٹے چھوٹے بیچاروں کی دل شکنی ہوتی تھی اور اگر زیادہ لے آیا کوئی تو وہ کہتے تھے کہ یہ تو دکھاوے کے لیے لایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو دیکھیں لوگ کہ ہاں یہ ہے اور اس نے اتنا دیا ہے غرض کہ منافقین جو تھے اُن کی زبان سے نہ یہ بچتا تھا نہ وہ بچتا تھا، اور دونوں (تھوڑا دینے والے ہوں یا زیادہ دینے والے دونوں) اچھے اور

دونوں کا مال مُبارک۔

تھوڑا ہو اور دینے والا مخلص ہو تو اس کا یہ روپیہ جو بہت اخلاص کے ساتھ دیا جاتا ہے یہ برکت کا کام دیتا ہے جیسے کوئی تعویذ رکھ لے اس کی آمد سے اور آمد کھل جاتی ہے۔

اور ضعیفوں کا تو یہ بھی آیا ہے۔ حدیث شریف میں کہ ضعیفوں کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے۔ ضعیف کو آدمی بار سمجھتا ہے۔ یہ میرے اُوپر بوجھ ہے، هَلْ تُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا (تمہیں تمہارے کمزوروں کے سبب رزق ملتا ہے۔)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماموں لگتے ہیں اور بہت محبوب تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور کسی کا ماموں ایسا ہو تو وہ دکھائے مجھے بڑے بہادر تھے نہایت تیر انداز تھے یہی ہیں سعد بن ابی وقاص جو فاتح ہیں ایران کے رضی اللہ عنہ اُنکا ایک بھائی تھا وہ کچھ نہیں کرتا تھا کم ہمّت ہو گا یا بیمار ہو گا یا کیا بات تھی کام نہیں ہوتا تھا اس سے، کمائی نہیں کر سکتا تھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ذہن میں کچھ خیال گزرا کہ یہ کچھ نہیں کرتا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا کہ تمہیں جو رزق ملتا ہے یہ ضعفاء کی وجہ سے ہے، وہ جو معذور ہے یا وہ کہ نہیں سکتا یہ نہ سمجھو کہ وہ تمہارے اُوپر بوجھ ہے بلکہ تمہیں اس کے حصّہ کا مل رہا ہے تم اُسے اُس کے حصّے کا پہنچا رہے ہو۔

تو اُن لوگوں کا ذہن جو اسلام سے متأثر ہُوا ہی نہیں تھا بلکہ اسلام کے خلاف تھا زبانی زبانی مُسلمان تھے۔ منافق جنہیں کہا جاتا ہے اُن کا کام یہ تھا کہ وہ تو طعنہ دیتے رہتے تھے کسی وقت کسی طرح کسی طرح زبان چلادی تو حدیث شریف میں یہاں آتا ہے یہ واقعہ کہ ایک دفعہ پھر ایسی ہی اپیل کی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ مجھے ضرورت ہے اور سب صحابہ کرام ضرورت مند ہوتے تھے، ایک صحابی نے نماز پڑھی، ایک چادر باندھی، دوسری چادر اُوڑھی، دو چادروں میں گزارا کرتے تھے یہ نہیں تھا کہ کرتا ہو گا باقاعدہ یہ چیز ہو گی، اتنا نہیں۔ ایک چادر باندھی اور اسی میں نماز پڑھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد تھے (وہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اُن سے عرض کیا کہ یہ آپ نے کیوں ایسے کیا؟ کیونکہ اُن کے زمانے میں یہ حال نہیں رہا تھا۔ سب کے پاس کپڑے تھے اور اُن کی ایک چادر جو تھی وہ کھونٹی پر لٹکی رہتی تھی۔ اس کے باوجود اُنھوں نے بس ایک چادر باندھی اور نماز پڑھی کہا اوڑھی تو ہے ہی نہیں جناب نے۔ اُنھوں نے کہا میں نے اس لیے کیا ہے قصدًا تاکہ تم جیسا بے عقل آدمی مجھے

دیکھے، پھر وہ مجھ سے پُوچھے پھر میں اُسے بتاؤں اَیُّمَا کَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں کسے دو کپڑے میسّر آتے تھے کم لوگ تھے ایسے جنہیں دو کپڑے میسّر آئیں۔ ایک چادر ہوتی تھی اس کو اس طرح باندھتے تھے کہ یہاں گرہ دے لیتے تھے پیچھے تاکہ آگے سے پردہ بھی رہے اور ادھر سے بھی اس پر گزرا کرتے تھے۔ سردی ہوتی تھی تو چھپڑتے تھے ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی برداشت کرتے تھے اور اسلام پر ثابت قدم رہتے تھے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قرابت دار تھے۔ مکّہ مکرمہ میں متمول گھرانہ تھا اُن کا اور اُن کا لباس ریشمی تھا۔ بستر ریشمی تھا تو اس حالت میں اُن کا بچپن جوانی گزرے۔ جوانی میں اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب اسلام میں آ گئے تو سب کچھ چھن گیا گھر سے باہر نکلنا پڑا۔ مدینہ شریف آ گئے ایک دن جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سے یہ گزرے یا آکر بیٹھے تو دیکھا اُن کا جو کپڑا ہے' اس پر پیوند لگا ہوا ہے۔ پیوند کپڑے کا نہیں ہے کہ اسی جیسے کپڑے کا لگا لیا ہو بلکہ چمڑا کا ہے چمڑا تو ویسے بھی گرا پڑا رہتا ہے۔ کہیں سے بھی اُٹھا لیا جائے۔ دھو لیا جائے لگا لیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کی حالت دیکھ کر طبیعت مُبارکہ پر اثر ہُوا اور جو نرمی تھی شفقت تھی۔ رحمت تھی اس کا اثر اتنا ہُوا کہ آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُنھوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہارا وہ زمانہ اور یہ زمانہ خیال میں آیا اس سے میری طبیعت پر یہ اثر ہُوا اُنھوں نے بہترین جواب دیا اُنھوں نے کہا میں تو اُس حالت پر خوش نہیں تھا۔ مَیں تو اِس حالت پر خوش ہُوں۔

پھر وہ شہید ہو گئے احد کے میدان میں اور جب وہ شہید ہُوئے ہیں تو اُن کے کفن کے لیے کپڑا نہیں تھا کہ پُورا بدن ڈھک جائے سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کُھل جاتے تھے۔ پاؤں ڈھکتے تھے تو سر کھل جاتا تھا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو اس طریقے پر دفن کرو۔ اب ان کا مزار مُبارک وہاں موجود ہے جہاں شہداء احد کے مزار ہیں۔ البتّہ کسی کا الگ نشان نہیں ہے۔ وہ سب ایک حصّہ بنا ہُوا ہے کیونکہ اُنھوں نے تو سب جو مقابر تھے۔ گنبد تھے۔ وہ سب ڈھا دیے، اب صرف ایک سیدھی جگہ ہے، لیکن اِن حضرات کی قبریں موجود ہیں حضرت حمزہ رضؓ کی اور اُن کے برابر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی یہ اسی طرح ہیں اور وہاں دفن کرنا منع ہے کیونکہ ایسے ہُوا ہے

لوگ سمجھے کہ زمین سیدھی ہے صاف ہے اور اُنھوں نے کھودی قبر کہ ہم آدمی دفن کر دیں یہاں قبر بنا کر، لیکن اندر جسم سالم نکلا۔

شہداء احد ستر حضرات تھے۔ اُن کے جسم اللہ نے سالم رکھے۔ اب تک صحیح ہیں تو انھوں نے بھی اجازت نہیں دے رکھی احاطہ کر دیا ہے اس کا دفن کرنے کی اجازت کسی کو نہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ان دنوں پیسے تھے۔ میں بڑا خوش ہوا، میرے دل میں خیال آیا۔ میرے پاس تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ پیسے ہیں۔ اُن کے دل میں یہ تھا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی طرح آگے بڑھ جاؤں اور قرآنِ پاک میں بھی ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

نیکی میں ایک دوسرے سے سبقت کرو ایک دوسرے سے زیادہ کرنے کی کوشش کرو، اور اِن کا یہ حال تھا کہ یہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی ہی چاہتے تھے۔ ذرا سی طبیعت پر گرانی محسوس کریں تو ان کا دن رات کا چین ختم ہو جاتا اور خوشی محسوس کریں تو بہت خوش ہوتے تو اُن کے دِل میں یہ آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آج مجھ سے زیادہ خوش ہو جائیں گے بنسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، تو میں آج سبقت لے جاؤں گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے تو اس واسطے یہ کوئی شرک نہیں تھا، بلکہ اُن کی خوشنودی چاہتے تھے۔ اِس واسطے کہ وہی اللہ کی خوشنودی ہے جس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خوش اللہ تعالیٰ زیادہ خوش۔ زیادہ مقرب ہو آپ کا وہ اللہ کا بھی زیادہ مقرب ہے تو اُنھوں نے سوچا۔ فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَا بَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهُ

آج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ آگے بڑھ جاؤں، اگر کبھی سبقت کا موقع آسکتا ہے تو آج وہ موقع ہے بالکل کھلی ہوئی بات ہے واضح، ان کے پاس اتنے پیسے ہی نہیں ہیں۔ میرے پاس پاس زیادہ ہیں تو کہتے ہیں کہ میں نے یہ کیا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ میں نے آدھا گھر چھوڑ دیا اور آدھا مال گھر میں سے نکال کر لے آیا اور نصف مال جو تھا وہ بہت تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ؟

اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہیں آپ؟ فَقُلْتُ مِثْلَهُ

میں نے عرض کیا اتنا ہی گھر میں ہے آدھا لے آیا ہوں آدھا وہاں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

نے ان سے نصف مال قبول فرما لیا یہ بھی ان کی خصوصیت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔ ورنہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی صحابی سے ایک تہائی مال سے زیادہ قبول نہیں فرمایا۔ بس ایک تہائی مال، زیادہ سے زیادہ کوئی دیتا ہے تو اتنا دے دے باقی رکھے گھر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تم زیادہ لے آئے ہو۔ ایک تہائی کافی تھا، نصف لائے تھے۔ نصف رکھ لیا۔ پھر میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ لائے اور ظاہر ہے کہ اُن کا مال ان سے کم تھا۔ اِن کا زیادہ تھا۔

تو یہ خوش ہوئے ہوں گے، لیکن سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے بھی اسی طرح یَا اَبَا بَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ

گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آتے ہو؟ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

اللہ اور رسول ہیں گھر میں، گھر کے لیے کوئی چیز چھوڑ کر نہیں آیا، اب دونوں میں بہت زیادہ فرق ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جو خصوصی معاملہ تھا۔ وہ بھی اِن کے ساتھ سب سے زیادہ خاص ہوگیا کہ سارا مال گھر سے جو لے آئے وہ قبول فرما لیا آپ نے، اس کی مثال نہیں ملتی سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہی ایک مثال ہے اس کی کہ ان کا مال آپ نے سارے کا سارا قبول فرمالیا۔

انسان اصل میں جوش میں دے بیٹھتا ہے۔ بعد میں پچھتاتا ہے کہ میں نے یہ کیا کیا؟ دوسرے کہتے ہیں، گھر والے کہتے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے سب پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اتنا اعتماد تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ بعد میں پچھتاتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی بیوی ان کے بچے سب کے سب ایسے تھے۔ قابلِ اطمینان کہ یہ دینے کے بعد خدا کی راہ میں صرف کرنے کے بعد بالکل نہیں پچھتائیں گے۔ اس لیے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا سارا مال لے لیا، اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میرے ذہن میں جو بات آتی ہوئی تھی وہ نکل گئی اور مَیں نے سمجھ لیا۔

قُلْتُ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْیٍٔ اَبَدًا

کسی بھی چیز میں، مَیں اُن سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ خدا کا ارادہ ہے کہ یہ میرے سے آگے بڑھے رہیں تو پھر کون ان سے آگے بڑھ سکتا ہے، چنانچہ اُس کے بعد سے ذہن سے یہ بات ہی نکال دی مَیں نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں کسی نیکی میں، کیونکہ جب ارادہ کیا

وہ آگے نکل گئے؟

بہت سے واقعات لکھے ہیں ملّا علی قاری رحمہ اللہ علیہ نے مرقات میں جو اسی مشکوٰۃ کی شرح ہے اُن میں سے ایک یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھر چھانٹا جہاں ایک نابینا عورت تھی، اور اس کا کام کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ وہ صفائی کرنے کے لیے جاتے تھے۔ صبح ہی صبح پانی بھر دیا، کبھی کچھ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں گیا تو معلوم ہوا مجھ سے پہلے کوئی آگیا وہ کر گیا۔ پھر اُس کے بعد گیا ہوں اور دن، تو اُس دن اِس سے بھی پہلے وہ آگیا، پھر گیا ہوں تو پھر اُس سے بھی پہلے آگیا، کہتے ہیں کہ پھر میں نے تلاش کیا کہ یہ کون آدمی ہے۔ باقاعدہ میں نے تلاش کیا، صرف اس لیے کہ آج مجھے یہ دیکھنا ہے کہ یہ کون ہے؟

دیکھا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے جیسے انھوں نے اُس گھر کو تلاش کیا خدمت کے لیے ایسے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور جیسے اِنھوں نے سوچا کہ میں صبح صبح آکر کام کر جاؤں۔ ویسے اُنھوں نے بھی سوچا، مگر اُن کا سوچا ہوا پورا ہو گیا یہ اُن سے لیٹ ہو گئے اس طرح کے واقعات جو گزرے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاحیات اپنے دَورِ خلافت میں یہ کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی آگے بڑھا ہوا نہیں اور یہ خُدا کی طرف سے تھا اور جب خُدا کی طرف سے ہُو تو پھر وہ آگے ہی رہے گا ظاہر بات ہے کوئی دوسرا اس کو نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ سُنّت کی توفیق دے۔ اسلام پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ان حضرات کا ساتھ آخرت میں نصیب فرمائے۔

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے